التقریظ والانتقاد

زبان اور قواعد

ایک تنقیدی جائزہ

از جناب مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب واصف

(۲)

خلوت صـ۲۰۸ : بالکسر متروک ہو چکا ہے۔ اگر کوئی بولے تو تنبیہ کی جائے۔

زراعت صـ۲۱۱ : عربی میں بھی بکسر اول ہے۔ بفتح اول نہیں ہے۔

زمام صـ۲۱۱ : بیشک اصل میں بکسر اول ہے۔ اردو میں بضم اول مشہور ہے اور غلط العام کے تحت آتا ہے۔ بفتحِ اول کہیں نہیں سنا۔ بعض علما سے بالکسر بھی سننے میں آتا ہے۔

سپردن صـ۲۱۱ : یہ اصل فارسی میں بکسر اول وضم دوم ہے اور مشترک ہے۔ راہ طے کرنا اور سونپنا وغیرہ۔ دوسرا مصدر سپاردن ہے۔ اس سے سپارش مشق ہے۔ سپری بکسر اول وفتح دوم کے معنی ختم شدہ، طے شدہ۔ سپر بکسر اول وفتح دوم ڈھال۔

میرا خیال ہے کہ چونکہ یہ دو معنوں میں مشترک تھا۔ ہندوستانی فارسی دانوں نے دونوں میں فرق کرنے کے لئے راہ طے کرنے کے معنی میں بکسر اول وفتح دوم کو خاص کر دیا۔ مناسبت سپار، سپری، سپر کے ساتھ ظاہر ہے بلکہ حیمی تو اس کا ماخذ سپر لکھتا ہے۔ اور وہ بفتح دوم ہی ہے۔

اور سونپنا کے لئے تھوڑا سا تصرف کر لیا یعنی سپردن بضمتین۔ پس ہندوستان میں معنی اول کے لئے بکسر اول وفتح دوم صحیح ہے۔ راہ سپر کا قافیہ نظر، خبر کے ساتھ صحیح ہوگا۔ اور سونپنا کے معنی میں بضمتین صحیح ہے سپردن کا قافیہ خوردن مردن کے ساتھ صحیح ہوگا۔

شتر ص۲۱۳: شایستہ لوگ بضمتین ہی بولتے ہیں۔ بفتح ثانی شاید عوام بولتے ہوں وہ قابل توجہ نہیں۔

شعور، شکیب ص۲۱۴: یہ دونوں لفظ بفتح اول غلط اور ناقابل قبول۔

صندوق، عنوان ص۱۵-۲۱۶: صندوق عربی میں بضم اول بھی ہے اور بفتح اول بھی۔ اور جیم نے صرف بفتح اول لکھا ہے۔ اردو میں بفتح اول مستعمل ہے۔ عنوان عربی میں بھی اور فارسی اور اردو میں بھی جبکہ بالضم مستعمل ہے اور صحیح ہے۔ تو دوسرے نامانوس تلفظ کے ذکر کرنے اور پھر اس کا انکار کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

صومعہ، طہارت، ظرافت، عندلیب ص۲۱۵: صومعہ بکسر سوم اور طہارت ظرافت عندلیب بکسر اول کہیں نہیں بولا جاتا۔

عجلت ص۲۱۵: جلدی کرنے کے معنی میں بفتحتین ہے (بالکسر نہیں) اردو میں بضم اول وسکون دوم فصیح ہے۔

عروس، عروض ص۲۱۶: یہ دونوں لفظ بفتح اول صحیح اور فصیح ہیں۔ بضم اول غلط اور لائق تنبیہ۔

غلاف، عنایت ص۲۱۶: عنایت توجہ و مہربانی کے معنی میں عربی میں بھی بالکسر ہے، بالفتح نہیں۔ غلاف اردو میں بھی بکسر اول ہی بولا جاتا ہے۔ اور کوئی بالفتح بولے تو اصلاح کی جائے۔

غدر ص۲۱۶: اردو میں فتنہ و فساد کے معنی میں بھی بولتے ہیں۔ اس صورت میں بفتحتین کو غلط العام میں داخل کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن عہد شکنی کے معنی میں بسکون دوم ہی صحیح اور فصیح ہے۔

فوارہ ص۲۱۷: عربی لفظ ہے۔ مادہ ف و ر۔ اس مادہ کے الفاظ اردو میں فوراً،

فی الفور بھی مستعمل ہیں۔ فوارہ بر وزن علامہ صیغہ مبالغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں پانی کا وہ منبع جس سے پانی ابلتا اور اچھلتا ہو۔ جو حضرات اس کو بالضم بولنا چاہتے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ اس کے بجائے اُردو کا لفظ "پھووا" یا پھوہارا بولا کریں۔

قبول ص۲۱۷: عربی میں بالفتح اور بالضم دونوں طرح آتا ہے۔ اردو میں کچھ لوگ بالفتح اور کچھ بالضم بولتے ہیں۔ دہلی میں زیادہ تر بالفتح بولا جاتا ہے۔

قزلباش ص۲۱۷: ہم تو بچپن سے بکسرتین ہی بولتے اور سنتے چلے آئے ہیں۔ اور یہی صحیح ہے

قطامہ ص۲۱۷: یہ غلط ہے کہ اردو میں بالضم بھی بولا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی بولے تو تنبیہ کیجیے۔

قطعہ ص۲۱۷ لامحالہ ص۲۱۸: یہ لفظ جس طبقے سے تعلق رکھتا ہے وہاں بالکسر ہی بولا جاتا ہے۔ قطعۂ زمین۔ ایک قطعہ چیک بھی بالکسر ہی بولا جاتا ہے۔ لامحالہ صرف شائستہ اور تعلیم یافتہ لوگوں میں رائج ہے اور وہ بفتح میم بولتے ہیں۔

گرفت ص۲۱۸:۔ گرفت، گرفتاری، گرفتار، ہم تو ہر عالم وجاہل خواندہ وناخواندہ سے بکسرتین ہی سنتے ہیں۔ بفتح اول وکسر ثانی یہ نیا تلفظ نہ صرف اجنبی بلکہ موجب وحشت ہے معلوم نہیں آپ کہاں سے نکال لائے۔

نقایت ص۲۱۸: تیسرا تلفظ بضم اول جو زیادہ رائج ہے وہ غالباً آپ کو یاد نہیں رہا بہرحال صرف بکسر اول قابل قبول ہے باقی رد۔ اور لغایۃ تو بالکل غلط ہے۔

مراعات، مہارت ص۲۱۹:۔ مُراعات صرف بضم اول صحیح وفصیح ہے یہ باب مفاعلہ کا مصدر بروزن مواخات ہے۔ بالفتح غلط اور ناقابل تسلیم مہارت کو بالضم کوئی نہیں بولتا۔ اگر کوئی اناڑی بالضم بولے تو ماہرین لغت کو اپنا سر پیٹ لینا چاہیئے۔

نحوست، مذامت، نزاکت ص۲۲۰:۔ نحوست اردو میں بھی زیادہ تر بضمتین ہی۔

بولا جاتا ہے۔ بالفتح جاہل عورتیں بولتی ہیں ان کو تنبیہ کی جائے۔ ندامت، نزاکت عام طور پر بالفتح رائج ہیں۔ بالکسر ناقابل تسلیم۔

نفاذ، نشان، نشاط صـ۲۲۱ :۔ نشان فارسی میں بھی بالکسر ہے، بالفتح کہیں نہیں۔ اس کا ماخذ نشاندن ہے وہ بھی بالکسر ہے۔ صاحب غیاث اللغات نے سہواً اس کو بالفتح لکھ دیا ہے۔ نشاط ادبی حلقوں کا لفظ ہے بالفتح بولنے کی ہدایت کیجیے نفاذ جس طبقے کا لفظ ہے وہاں بالفتح ہی بولا جاتا ہے۔ بالکسر غیر فصیح اور غلط

نشہ صـ۱۳ نشو و نما صـ۲۲۱ :۔ نشہ، بفتح اول و تشدید شین و سکون ہائے مختفی۔ فارسی لفظ ہے جس کے معنی شکر و مستی کے ہیں۔ اس کو اہل اردو نے بہ تخفیف شین بروزن وفا بھی استعمال کیا ہے۔ مصرع، یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ عربی میں ایک مادہ ن ش ء (مہموز اللام) ہے۔ مجرد میں اس کے مصادر یہ ہیں۔ نشأٌ بروزن نظم۔ نشوء بروزن اصول۔ نشاء بروزن جمال۔ نشأۃ بروزن وحدت۔ نشاءۃ بروزن علامت۔ ان میں سے اردو میں تین وزن استعمال ہوتے ہیں۔ نشأ بروزن نظم۔ نشو و نما میں یہی لفظ ہے۔ ہمزہ کے اظہار کے لئے واو کی صورت میں لکھنے لگے جیسے مؤذن اور مؤکدہ میں لکھتے ہیں۔ پھر تلفظ بھی واو کا ہوگیا۔ صحیح تلفظ یہ ہے:۔

نَ شْ ءُ نَ مَ ا۔ دوسرا اور تیسرا وزن ادبی کتابوں میں استعمال ہوتا ہے۔ نشأۃ ثانیہ اور نشاءۃ ثانیہ۔ مجرد کا صرف ایک مشتق "منشا" استعمال ہوتا ہے۔ منشا کے معنی، زندگی پانے، ظہور پذیر ہونے، تجدید پانے، جوان ہونے اور بڑھنے کی جگہ۔ مجازی معنی مقصد و خواہش۔ باب افعال میں جا کر متعدی بنتا ہے۔ انشاءٌ۔ یہ مصدر اور اس کا اسم فاعل منشی اردو میں مستعمل ہیں۔ غرضکہ فارسی لفظ نشہ سے اس مادہ کو

کوئی نسبت نہیں۔ اس موقع پر منیر لکھنوی اور مولانا حالی دونوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

ایک دوسرا مادہ ن ش و (ناقص واوی) ہے۔ اس کا ایک مصدر نشو بر وزن نظم ہے اور دوسرا النشوۃ بحرکات ثلاثہ بر وزن وحدت و فطرت و قدرت۔ اس کے معنی شراب سے مست ہونا، نشہ میں ہونا باب افتعال میں جاکر انتشاءٌ اور باب تفعل میں تنشی بر وزن تسلی بنا معنی وہی رہے۔

صحاح جوہری، تاج العروس، لسان العرب، اقرب الموارد، المنجد، کسی میں اس کا متعدی نہیں ملا اردو میں منشی اور منشیات کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں منشی بر وزن مقوی باب تفعیل تنشیہ بر وزن تجربہ کا اسم فاعل ہے لیکن جدید عربی میں اس کے معنی کلف دینے کے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ مؤلف مصباح اللغات نے لازم کے معنی میں انتشیٰ و تنشیٰ کے ساتھ نشیٰ کو کہاں سے لکھ دیا بہر حال میرا خیال یہ ہے کہ منشی بر وزن مقوی عربی میں مسکر یعنی نشہ آور کے معنی میں نہیں ہے۔ لفظ نشہ سے اہل ہند نے گھڑ لیا۔ اور فصیح قرار پایا۔

لفظ نشہ کے بارے میں میرا خیال ہے کہ فارسی الاصل نہیں ہے بلکہ نَشْوَہ کا میں تصرف کرکے بنایا ہے۔ یعنی واو کو شین سے بدل کر ادغام کر دیا۔ اصل فارسی لفظ مستی ہے۔ اور کہیں ایسا ہوا ہے کہ واؤ کو ہمزہ سے بدلا ہے یعنی شین مشدد نہیں ہے۔ صائب کے دیوان میں اس کا املا ایک ہمزہ کے اضافہ کے ساتھ ہے

نشئہ رطل گراں از سنگ می یابیم ما + ہمت دیوانہ ئی اطفال گل ریزان ما

تنگنائے شہر جائے نشئہ سرشار نیست نشئہ دیگر بود در دامن صحرا شراب

کلیات صائب تبریزی مطبوعہ انتشارات کتاب فروشی خیام تہران۔

موصوف ۲۲۲: ایک مادہ ناقص ندا دی ہے ن م و۔ اس کا مصدر ہے نمو بفتحتین و واو مشدد یعنی بالیدن دوسرا مادہ ہے ناقص یائی ن م ی

اس کے مصدر چند اوزان پر آتے ہیں ان میں سے ایک نعماء بروزن جمال بھی ہے۔ مرکب میں صحیح تلفظ دو طرح ہے۔ نَ شْ ءُ نْ مُ ڈْ وْ۔ نَ شْ ءُ نَ مَ اءُ۔ یہ مرکب اردو میں جس طرح بولا جاتا ہے فصیح ہے۔ لیکن تنہا نمو بضمتین و بہ تشدید واو صحیح ہے بالفتح غلط اور غیر فصیح۔

نوشتن ص۲۲۲:۔ فارسی میں نوشتن اور نبشتن بکسرتین کے معنی ہیں لکھنا۔ اور نوشتن نوردیدن بفتحتین کے معنی لپیٹنا اور طے کرنا۔ اردو میں اول الذکر کے اندر تصرف ہوا۔ لیکن مؤخرالذکر کی اصل حرکات بحالہ قائم ہیں۔ جیسے راہ نوردی کی ترکیب میں۔

نہنگ ص۲۲۳:۔ گھڑیال (یا مگرمچھ) کے معنی میں یہ لفظ فارسی ہے اور بفتحتین ہے اور جو لوگ اس کے معنی سے واقف ہیں وہ اسی طرح (بفتحتین) بولتے ہیں۔ ننگا بے حیا کے معنی میں یہ لفظ بکسر اول وفتح دوم ہے۔ دونوں لفظ الگ الگ ہیں۔ اپنی اصل پر قائم و رائج ہیں اور فصیح ہیں۔ (فرہنگ آصفیہ میں اعراب غلط ہیں)

وقار ص۲۲۴:۔ بالفتح صحیح اور فصیح ہے۔ حیم نے بھی بالفتح ہی لکھا ہے۔

یثرب ص۲۲۴:۔ بفتح اول سکون دوم وکسر سوم صحیح ہے۔ مدینہ منورہ کا پرانا نام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرۃ کے موقع پر اس کا نام مدینۃ النبی ہوا پھر مدینہ منورہ مشہور ہوا۔ قرون اولی میں پرانا نام بالکل ترک کر دیا گیا تھا۔ ایرانی اور ہندوستانی شعرا نے اس کو باقی رکھا ہے۔ عوام جس طرح چاہیں ان کو بولنے دیجیے لیکن اصل پر ہی رائج ہے۔

یورش ص۲۲۵:۔ سلیمان حیم نے اس کا تلفظ بروزن مونس لکھا ہے اور اردو میں بھی اسی طرح رائج ہے۔ اس تلفظ کے علاوہ دوسرے تلفظ لغت میں لانے

کی کیا ضرورت ہے؟

چبوترہ ص۲۵۹ :- چبوترہ چبوترہ ہندی لفظ ہے۔ برہان قاطع میں ہونا اس کے فارسی ہونے کی دلیل نہیں۔ فارسی لغات میں بعض ہندی الفاظ بھی درج ہیں۔ جیسے جھروکہ ورشن۔ صاحب غیاث اللغات نے درشن کے معنی جھروکہ لکھے ہیں (کیا فرماتے ہیں مفتیان اردوے معلیٰ ؟)

موسم برسات، موج لہو، بھینی دل، راج ومزدور

علی ہذا القیاس چیخ وپکار، جھگڑا ومنٹا، وغیرہ۔ فریادکہ فرہاد کی محنت ہوئی برباد میں پھر عرض کرونگا کہ سماعی مرکبات میں قیاس کا دخل نہیں۔ اجرائے ڈگری اور ممبران پارلیمنٹ پر قیاس کرکے ڈاکِ صبح ڈاکِ شام اسٹیشن دہلی اڈہ بس کے مرکبات فصیح نہیں قرار دئیے جا سکتے۔

اعلانِ نون ص۲۸۸ :- نون غنہ کا بحیثیت حرف ہجا اپنا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ فارسی میں نون غنہ کا رواج پہلے تھا اور اب نہیں ہے۔ فارسی کلام میں جہاں کہیں حرف علت کے ساتھ ہمیں نون نظر آتا ہے ہم اس کو نون غنہ پڑھتے ہیں لیکن نہ صرف ایرانی بلکہ افغانستانی وترکستانی بھی اپنے لہجے میں باعلان نون پڑھتے ہیں۔ یعنی حرف علت کو دباتے ہیں کہ اس کا تلفظ زبر یا زیر یا پیش کے قریب ہوجاتا ہے اور اعلان نون ہوجاتا ہے۔

باآسمان نرسد ہرکہ خاک پائے تو نیست   فرو رود بزمین ہرکہ در ہوائے تو نیست

پیران راہ دیدہ درین راہ پرخطر   باقد چون کمان سبق از تیر بردہ اند

جائیکہ خون زناخن خورشید می چکد   فرہاد سادہ لوح غم تیشہ می خورد

خط کشیدہ الفاظ کو وہ اس طرح پڑھتے ہیں کہ کچھ حرف علت بھی ظاہر ہوا اور نون بھی صاف ظاہر ہو۔ چونکہ اس طرح کا تلفظ ہندوستانیوں کے لئے دشوار ہے

انھوں نے اس نون غنہ کو باقی رکھا اور اتنا غلو کیا کہ نون زائدہ اور نون اصلیہ کا امتیاز بھی باقی نہ رہا۔ مثلاً جان، دین، ایمان، مکان، احسان، امتحان خون، عیان، تسکین، تحسین، جنون۔ ان سب الفاظ میں نون حروف اصلیہ میں سے ہے۔ خزان، گوشہ نشین، طوفان، حیران، حیوان، انسان، گریبان ان الفاظ میں نون زائدہ ہے۔ مزید ستم یہ کہ اعلام پر بھی ہاتھ صاف کیا مثلاً یونان، جاپان، ایران، عثمان، رحمٰن، جیحون وغیرہ۔ اور نہ صرف شعر میں بلکہ عام بول چال میں بھی رضی الدین خاں، علاؤ الدین خاں بولنے لگے۔ رہا سہا بھی غائب ہو گیا۔

اس کارروائی سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ اکثر الفاظ اپنے مادہ کے لحاظ سے ناقص ہو گئے۔ مثلاً دین کا "دی" اور مکان کا "مکا" رہ گیا۔ حالانکہ د ی ن اور ک و ن حروف اصلیہ ہیں۔ اور ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ اردو زبان کے الفاظ کو صاف بچا گئے۔ جٹان، اوسان، مچان، ڈھلان، دھیان پرچون، بین ان میں نون غنہ پڑھ کر دیکھیے۔

اب اعلان نون اور غنہ کے لئے کوئی کلیہ قاعدہ بنانا مشکل ہے۔ نون اصلی و زائدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذوق سلیم ہی اس کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

عاری ص ۳۲۱ :- خالص عربی لفظ ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ اگر اس کے معنی ہوں ننگا، خالی۔ جیسے علم سے عاری، عقل سے عاری۔ تو اس کا ماخذ ہوگا ع ر ی۔ اردو میں اس مادہ کے مندرجۂ ذیل مشتقات بولے جاتے ہیں

عاری، عریان، عریانی، معرّیٰ۔

اور اگر معنی ہوں زچ، عاجز، مجبور۔ جیسے ہم اس کی حرکتوں سے عاری ہو گئے۔ ہم تو کوشش کرتے کرتے عاری آ گئے تو اس کا ماخذ ہوگا ع ی ی

اردو میں اس کے مندرجۂ ذیل مشتقات رائج ہیں :۔عار عیار بروزن حصار معیار، عیار بروزن جبار ۔ عار کے معنی وہ کام یا بات یا عیب جو باعث ننگ ہو۔ اس میں یائے نسبتی لگا کر عاری بنایا ۔ یعنی ننگ محسوس کرنے والا ۔ اسی کے مجازی معنی زچ و عاجز کے ہیں۔

ایک اور مادہ ہے ع و ر۔ اس کے بھی کچھ مشتقات اردو میں بولے جاتے ہیں عورۃ ، اعور ، استعارہ ، عاریت ، ستعار ، مستعیر ۔ لفظ عاریت کے اشتقاق کے بارے میں جو قول صاحب فرہنگ آصفیہ نے نقل کیا ہے وہ میرے نزدیک مرجح ہے ۔ غرضکہ لفظ عاری ہر لحاظ سے عربی لفظ ہے ۔ مہندیا مؤرد نہیں ۔ واضح ہو کہ لفظ عادی جو ع د و سے مشتق ہے اور عادی جو ع د ی سے مشتق ہے اگر تنوین آئے تو ان دونوں کی یائے آخر ساقط ہو جائے گی ۔ جیسے عادٍ ، عارٍ ، قاضٍ ، راضٍ ، کافٍ ۔ فاقض ما انت ، قاضٍ ، — کل من علیہا فانٍ۔

لیکن جو عادی ، عادت سے اور عاری ، عار سے یائے نسبتی لگا کر بنایا گیا ہے تنوین سے اس کی یا ساقط نہیں ہوگی ۔ جیسے عادیٌّ ، عاریٌّ ، حجازیٌّ ، ھندیٌّ ، عراقیٌّ۔

ماٗلیقرأ صـ۳۳۳ :۔ اس کے معنی ہیں ایسی تحریر جو بے تکلف بآسانی پڑھی جا سکے یعنی لکھنے والا اچھا خوشنویس نہیں ہے ۔ ایسا خط ہے جو ضرورت پوری کر دیتا ہے یعنی صاف ہے ۔ امیر اور عسکری کی عبارتوں کا بھی یہی مفہوم ہے ۔

اُلوٹ صـ۳۴۶ :۔ اس کے ماخذ کے متعلق فرہنگ آصفیہ میں جو لکھا ہے کہ آن کی تصغیر ہے مجھے اس سے اختلاف ہے ۔ ڈٹ کا لفظ حاصل مصدر میں تو آتا ہے جیسے سجاوٹ لیکن تصغیر کے لئے نظر سے نہیں گزرا۔

آن فارسی لفظ ہے۔ فارسی میں اس کے معنی ہیں ملکیت۔ این کتاب از آنِ من است۔ اس معنی میں یہ لفظ پرانی دستاویزات میں آتا ہے۔ اردو میں اس کے معنی عادت راسخہ جو موجب حمیت ہو۔ باقی سب معنی مجازی ہیں

دٹ سنسکرت کا لفظ ہے اس کے معنی گھیرنا، یا ندھنا، ملانا، جوڑنا، آمادہ کرنا وغیرہ۔

اَن ہندی میں نفی کے لئے آتا ہے۔ جیسے ان دیکھا۔ ان سنی۔ تو الوٹ کے معنی ہوئے کسی کے قابو میں نہ آنا، گھیرے میں آنا، آمادہ نہ ہونا۔ یہ بھی عشوقیت کی ادا ہے چھل بل کے معنی بھی اس کے قریب قریب ہیں۔ شوخی چالاکی جھانسے بازی۔

بھدنا ۳۵۴ :- اس لفظ سے اہل دہلی واقف نہیں ہیں، کچے گوشت یا مچھلی میں جو مسالا لگا کر رکھا جاتا ہے اس کو سوندنا (بفتح اول) کہتے ہیں۔ اور جب مسالا سرایت کر جاتا ہے تو رَچنا کہتے ہیں۔ "مسالا رچ گیا اب چڑھا دو" صاحب فرہنگ آصفیہ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ بندھنا بکسر اول، بیندھنا کا مطاوع ہے۔ اور بیندھنا کے معنی وہ خود لکھتے ہیں :- سوراخ کرنا، چھید کرنا، برمانا، برمے سے سوراخ کرنا۔ بیچوں بیچ سوراخ کرنا، موتی میں سوراخ کرنا، گودنا، کچوکے دینا، پچونا، کوچنا، طعنے مہنے سے دل میں سوراخ کرنا۔

ان معانی میں پیوست کرنا، رگ رگ میں بٹھانا۔ کچھ نہیں ہے۔ پھر مطاوع میں (یا فعل لازم میں) یہ معنی کہاں سے آگئے؟ یہ خیال رہے کہ سوندنا کی جگہ رچانا نہیں بولا جائے گا۔

ڈھونڈھے ہے ۳۶۷ :- خانم ممتاز مرزا :-

درد کی دولت بیدار کہاں ڈھونڈو ہو

یہ خزانے تو فقط دل کے خرابوں میں ملیں

دل سینے میں گھبرائے ہے کیا جانیے کیا ہو   خوں ہو کے بہا جائے ہے کیا جانیے کیا ہو
عشق نے ظلم وہ ڈھایا ہے کہ جی جلنے ہے   اس قدر ہم کو رلایا ہے کہ جی جانے ہے
رہبر کا نہیں ذکر کہ بے وجہ جلے ہے   ورنہ مری منزل تو مرے ساتھ چلے ہے
ہم لاکھ بھلائے ہیں بھلائے نہ بنے ہے   اک نقش ہے جو دل سے مٹائے نہ بنے ہے۔

یہ کس کی خوشبو ڈھونڈے ہے یہ کس کا داماں مانگے ہے
دو چار گلوں کی بات نہیں دل سارا گلستاں مانگے ہے
نظروں میں بھرا اسرار سہی دل ایک تجھی کو جانے ہے
اپنی بھی نہیں اسکو پروا یوں کہنا تیرا مانے ہے

اگر آپ اس ترقیٔ معکوس کا مشورہ دے رہے ہیں اور ایک صدی قبل کی زبان کو پھر زندہ کرنا چاہتے ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ مگر شرط یہ ہے کہ نظم تک محدود نہ رہے۔ نثر میں اور مجلسی گفتگو اور عام بول چال میں بھی زندہ کیا جائے۔ پہلے آپ خود بولنا شروع کر دیجیے اسی طرح رائج ہو جائیگی۔

پیارا ص۳۹۶ :- پیارا، پیاسا، پیال، دھیان، گیان۔ ہندی الفاظ ہیں۔ ان میں حرف اول حرف دوم کے ساتھ مخلوط ہے۔ یعنی دونوں کا تلفظ ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ پس پیارا بروزن فعلن ہی صحیح ہے۔ پیادہ، پیالہ، پیاز فارسی الفاظ ہیں۔ فارسی میں ان کا تلفظ ہندی کی طرح نہیں ہے۔ ابتدا کے دونوں حرف متحرک ہیں۔ پس پیالہ بروزن فعولن ہی صحیح اور فصیح ہے۔ جن اساتذہ نے پیارا کو بروزن فعولن اور پیالہ کو بروزن فعلن باندھا ہے انھیں اشتباہ ہوا۔ دونوں کو گڈمڈ کر دیا۔ تاہم ذوق سلیم کا تقاضا ہے کہ امتیاز کیا جائے۔

ہیراک ص۴۰۲ :- اس کے متعلق اردو مصدر نامے میں راقم الحروف لکھ چکا ہے۔

سنہ ص۴۰۴ :- لفظ سنہ کا مادہ س ن و ہے۔ اس کا صحیح تلفظ سَنَۃٌ بروزن

طالب ہے۔ جمع شنون، سنوات، سنہات۔ اردو میں صرف سنین بولی جاتی ہے در حالت نصب میں سنوں کا واؤ یا سے بدل جاتا ہے)

دوسرا مادہ ہے س ن ن اس سے مشتق ہے سن بکسر اول و نون مشدد معنی دانت اور مقدار عمر وغیرہ۔ اس کی جمع اسنان بالفتح۔ باب افعال میں جاکر اسنان بالکسر۔ اس کے معنی بوڑھا ہونا اسی کا اسم فاعل مسن بر وزن مخل اردو میں بولا جاتا ہے اس مادہ کے کچھ اور مشتقات بھی اردو میں بولے جاتے ہیں۔

سنت، مسنون، سنان۔

آنچل ص۱۸۲ :۔ میرے اپنے شعر میں آنچل کے لغوی معنی مراد لیئے ہیں۔ لیکن عام محاورہ میں آنچل دوپٹہ یا اوڑھنی کا اور دامن کرتے یا اچکن وغیرہ کا کہا جاتا ہے۔

اسلیہ ص۱۹۶ :۔ بفتح لام کوئی پڑھا لکھا آدمی نہیں بولتا۔

وفق ص۱۹۶ :۔ بضم فا اور بسکون فا دونوں صحیح ہیں۔ اردو میں بضمتین رائج ہے۔ بفتح فا کوئی نہیں بولتا۔

اکسیر، بہادر، برادر ص۱۹۵ :۔ اکسیر بالکسر ہی صحیح ہے اور زیادہ تر بالکسر ہی بولا جاتا ہے۔ بہادر، دال کے زبر سے ناقابل تسلیم اور غلط۔ برادر اصل میں بکسر اول ہی ہے اور اردو میں بھی بکسر اول بولا جاتا ہے۔

(۱) عام قاعدہ اور دستور ہے کہ جب ضرورت پیش آتی ہے تو کسی چیز یا کسی معمول میں تبدیلی کی جاتی ہے۔ پوری کتاب میں لفظ بلکہ کا املا اس طرح ہے کہ بل کو الگ لکھا ہے اور کہ کو الگ لکھا ہے۔ میں نے بہت غور کیا کہ قدیم املا کے خلاف یہ املا کیوں ایجاد کیا گیا۔ کیا وہ لکھنے میں کچھ مشکل تھا یا پڑھنے میں دشوار تھا؟ ایسی کیا شدید ضرورت پیش آئی کہ نیا املا ایجاد کرنے پر مجبور ہونا پڑا؟ غور سے دیکھا جائے تو یہ نیا املا پڑھنے میں بھی دشوار ہو گیا اور لکھنے میں بھی

بل اور کہ مل کر ایک لفظ بن چکا تھا۔ اب بل کے لام کا دائرہ بنانا پڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں وقت زیادہ صرف ہوتا ہے۔ پڑھنے میں بل کے اوپر زبان قدرتی طور پر خود بخود رک جاتی ہے۔ اس کے تلفظ میں وہ روانی نہ رہی جو پہلے تھی ہیں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ یہ دونوں حرف ہیں اسم یا فعل نہیں۔ ان کو ملا کر لکھنے میں کیا قباحت تھی؟

بیشک ضلع مراد آباد، ضلع بدایوں، کتبخانہ، کیموافق، علیگڈھ، یہ املا قابل اعتراض ہے۔ لیکن تفریق کا عمل اس حد تک بھی جاری نہیں ہونا چاہئے کہ بیزار، بیگار، بیطار، بیہودہ، بیسن، بیلن، بیٹھن، بیٹھک، میکا، نلکی، بیوہ بیدار وغیرہ کے ٹکڑے کردیئے جائیں۔

بڑی حیرت اس پہ ہے کہ آپ اقتباسات میں بھی اپنا ہی املا جاری کرتے ہیں۔ مثلاً ص۲۳۱ تحت شگفانہ "بل کہ فصیح ہے" ص۳۱۳ "اب غزل کہہ دینا آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے" ص۳۶۵ "رد ہیا ہیبا ہت چاہئے"

(۲) مگر عام ہندی و انگریزی لفظ عموماً نہیں کھپ پاتے" ص۲۵۵ کھپ پاتے کی فصاحت سے کون انکار کرسکتا ہے؟ اردوئے معلیٰ کی ٹکسال کہاں ہے؟

اب اسے ڈھونڈھو چراغ رخ زیبا لیکر۔

یہ جو کچھ لکھا گیا اپنی معلومات اور رائے کے مطابق لکھا گیا۔ اور سہو و خطا سے منزہ صرف وہی ذات رب العلمین ہے ۔۔۔

(باقی آئندہ)